السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

متولی مسجد کو شرعاً مسجد میں کس امر کا اختیار ہے جس کو وہ بلاشبہ مصلیان مسجد باختیار خود کر سکتا ہے۔ جھاڑو کش و موذن مسجد جو سب کی رائے سے رکھا گیا ہو اور لوگ اُس سے خوش ہو بظاہر اُس کا نہ ہو، متولی اپنی ذاتی مخالفت کی وجہ سے یا مسجد میں دخل و تصرف و حکومت حاصل کرنے کی غرض سے اس کو موقوف کر سکتا ہے یا نہیں۔ اس طرح امام مسجد جو تمام مصلیوں کی رائے اور رضامندی سے رکھا گیا ہو اور عرصہ درازتک نماز پڑھاتا رہا ہو اور سب لوگ اُس سے خوش ہوں۔ اُس کو متولی محض اپنے اختیار سے بلا مشورہ و دیگر مصلیان کے موقوف کر سکتا ہے یا نہیں۔ اسی طرح بلا مشورہ دیگر مصلیان مسجد صرف اپنی رائے سے کسی امام اور موذن کو مقرر کر سکتا ہے یا نہیں ؟

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

متولی مسجد کے متعلق یہ کام ہوتے ہیں۔ مسجد کا انتظام حسب شرع اور اس کی آمدنی کا وصول و تحصیل اور اس کو مصارف ضروریہ میں صرف کرنا اور امام و موذن کو مقرر کرنا۔ سو یہ تمام امور بغیر مشورہ مصلیان مسجد نہ ہونے چاہئیں، بلا مشورہ کاروائی کرنے میں اندیشہ ہے۔ کہ اہل مسجد کو متولی کی نسبت کسی کاروائی کی وجہ سے بدگمانی و ناراضگی پیدا ہو جائے اور نزاع کی صورت قائم ہو جاوے۔ جبکہ حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ کی تاکید فرمائی چنانچہ فرمایا :

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

باوجودیکہ آپ کی نسبت یہ فرمایا :

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ

''(مطلب اس کا یہ ہے کہ نبی کو مومنوں کے جان و مال میں اس قدر تصرف ہے کہ اتنا خود اُن کو نہیں۔''

تو پھر نبی کے سوا اور لوگوں کو مشورہ کی کس قدر ضرورت ہے۔ آپ کے مشورہ کی کیفیت جا بجا احادیث میں مذکور ہیں۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی یہ صفت بتائی ہے۔

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

امام و موذن مسجد کو متولی بغیر مشورہ مصلیان کے بلا وجہ شرعی ہر گز نہیں موقوف کر سکتا، خصوصاً جب کہ دیگر مصلیان خوش ہوں۔ اور جب اہل مسجد کسی امام سے ناخوش ہوں تو ایسے امام کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ایسے امام کو مقرر کرنا درست ہے، عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

«ثلاثة لا یقبل اللہ منهم صلٰوة من تقدم وهم له کارهون» الحدیث رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ کذا فی المنتقی

''یعنی اللہ تعالیٰ اُس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جو امامت کے لیے آگے بڑھے اور لوگ اُس کی امامت سے ناخوش ہوں۔''

اس کے ہم معنی اور بھی چند روائتیں آئی ہیں۔ حدیث مذکور کے تحت میں نیل الاوطار جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۵ میں لکھا ہے۔

واحادیث الباب یقوی بعضها بعضا فینفض للاستدلال بها علی التحریم ان یکون الرجل اماما لقوم یکرهونه ویدل علی التحریم نفی قبول الصلوة

آگے چل کر لکھا ہے

وقد قید ذالک جماعة من أهل العلم بالکراهیة الدینیة بسبب شرعی فأما الکراهیة لغیر الدین فلا عبرة بها وقیدوه أیضاً بأن یکون الکارهون أکثر المامومین ولا اعتبار الکراهیة الواحد والاثنین والثلاثة

''یعنی اہل علم کی ایک جماعت نے یہ قید لگائی ہے کہ مقتدیوں کا امام سے کراہت کرنا شرعی وجہ سے ہونا چاہیے، اگر کراہت کسی دینی وجہ سے نہیں بلکہ کسی اور غرض سے ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور اہل علم مذکورین نے یہ بھی قید لگائی ہے کہ کراہت اکثر مقتدیوں کی ہونی چاہیے، ایک دو کی کراہت کا اعتبار نہیں جب کہ مقتدیوں کی جماعت کثیرہ ہو۔'' (ھذا ما عندی خلیل الرحمن مدرس مدرسہ الحدیث والفرقان)

جواب ہذا صحیح کتاب و سنت کے مطابق متولی صاحب کو مشورہ کرنا چاہیے مشورہ سے کام کرنا بہتر ہے اور مشورہ کا مسئلہ صحیح بکاری میں بسط کے ساتھ لکھا ہے۔

(فقط ابو محمد عبد الوہاب الملتانی تزیل الدہلی)

(الجواب صحیح ابو الحسن سید محمد، ہذا الجواب حق عبد الرحمن ولایتی مدرس مدرسہ میاں صاحب مرحوم دہلی)

(الجواب صحیح کتبہ محمد عبد اللہ ۱۹ شعبان ۱۳۲۸ھ، الجواب صحیح سید محمد عبد السلام غفرلہ)

(الجواب حق الحق احق ان یتبع فماذا بعد الحق الا الضلال مولانا حکیم ابو تراب عبد الوہاب صاحب بقلم ابو الخیر غفر اللہ تعالیٰ)

(الجواب صحیح عبد الستار حسن عمر پوری، الجواب صحیح عبد الجبار عمر پوری)

(الجواب حق صحیح واللہ اعلم کتبہ عبد السلام المبارکفوری عفی عنہ، جواب المجیب حق ۲۳ ذیقعد ۱۳۲۸ھ،)

(عند عبد الحکیم الصادقفوری العظیم آبادی عفی عنہ، سارے جواب در صحیح ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب ۲۴ ذیقعد ۱۳۲۸ھ)

(حررہ العبد الفقیر ابو الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی عفا اللہ عنہ، الجواب صحیح ہذا الجواب صحیح محمد مجیب اللہ عفی عنہ)

(محمد عین الدین عفی عنہ ٹیا برجی، العائذ بالرحمن عبدالمنان عفی عنہ وزیر آبادی)

حَامِدًا وَمُصَلِّیًا

واضح ہو کہ خلیلی۔ مدرس الحدیث والفرقان نے جو کچھ ان مسائل کی نسبت تحریر فرمایا ہے۔ وہ بہت صحیح اور نہایت درست ہے، غافلوں کو بیدار، عاقلوں کو ہوشیار کرنے کے لیے کافی وافی ہے اور اس پر علمائے کرام و فضلائے عظام کی تصحیح مرض غفلت کے لیے دوائے شافی ہے۔ مگر میں جہاں تک خیال کرتا ہوں ان سوالوں کی ضرورت متولی صاحب کی ذاتی مخالفت پر پاتا ہوں جو بصورت عجز شرعی پہلو سے ہو کر نکلی ہے، اگر یہ خیال میرا صحیح ہے تو اس جیسے ہزاروں فتوے بھی متولی صاحب کو روبراہ نہیں کر سکتے، کیوں کہ ہر مسببات کا ازالہ اسباب کے ازالہ سے ہوا کرتا ہے، پس میرے نزدیک مناسب تدبیر یہی ہے کہ اُسی مسجد کے ممتاز مصلیان مل کر سعی کریں اور مابہ المخالفۃ کو اٹھا دیں۔ اگر وہ لوگ نہ کر سکتے ہوں تو مسلم الطرفین، و معتقد الجانبین علماء کو تکلیف دیں کہ آپس میں صلح کرا دیں، اور اگر واقعی وہ خیال میرا صحیح نہیں ہے بلکہ متولی صاحب کو ان مسائل کی نسبت بھی معلوم ہے کہ مسجد میں سونا یا تعلیم صبیان وغیرہ جائز ہی نہیں ہے یا متولی من حیث متولی ہونے کے مالک اور مختار ہے ہو جاتا ہے۔ مصلیان مسجد سے کسی امر میں مشورہ لینے کی ضرورت نہیں رہتی تو متولی صاحب اُس فتویٰ مصحمہ کو صدق دل اور اخلاص سے ملاحظہ کریں اور شریعت سے جو بات ثابت ہو، اُس پر عمل درآمد کریں، حق بات کے قبول کرنے میں ذرا بھی عار نہ کریں۔

اولاً اس امر میں خوب غور کریں کہ شریعت محمدیہ کی بنا فیما بین اتفاق اور باہمی مشورہ پر ہے، خود سرور کائنات خلاصہ موجودات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہ نے صحابہ سے مشورہ لینے کو فرمایا ہے۔

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

باوجودیکہ ہر کام کے لیے وحی آتی رہتی تھی، اور مسلمانوں کی ایک خاص اور ممتاز صفت فرمائی گئی

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

اور حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

«إذا كان أمراؤكم خياركم وأغنياؤكم سمحاءكم وأموركم شورى بينكم فظهر الأرض خير لكم من بطنها وإذا كان أمراؤكم شراركم وأغنياؤكم بخلاءكم وأموركم إلى نسائكم فبطن الأرض خير لكم من ظهرها»

''یعنی اے مسلمانو! جب تمہارے سردار اچھے کام کریں اور مالدار لوگ سخاوت کریں اور تمہارے کام آپس کے مشورے سے ہوں تو زمین کے اوپر رہنا تمہارے لیے اُس کے اندر رہنے سے اچھا ہے۔ اور اگر اس کے الٹے سب کام ہوں تو زمین کے اندر دفن ہونا تمہارے لیے اُس کے اوپر رہنے سے بہتر ہے۔''

یہ حدیث قابل غور و لائق عبرت ہے متولی صاحب اس پر غور کریں اور ہرگز اپنے آپ کو مختار نہ سمجھیں بلکہ ہر کام کے لیے مصلیان مسجد سے مشورہ کر لیں۔ مشورہ سے جو بات طے ہو اُس کو نافذ کریں۔ اور مسجد کی آبادی اور اس کی آمدنی کا بھی خیال رکھیں۔ میرے نزدیک ایسا متولی قابل تولیت نہیں، جو آپس میں مشورہ نہ کرے۔ اور جو جی میں آئے خود رائی سے سیاہ و سفید کرے، بلکہ متولی ایسے کی تولیت بالکل ناجائز ہے۔ کیوں کہ جب شریعت سے امامت کے متعلق صاف طور پر حکم ہے کہ ایسا ہرگز امام نہ بنایا جائے جس کی امامت سے لوگ ناراض ہوں۔ تو بھلا وہ متولی کیسے قابل تولیت کے ہو سکتا ہے جس کی خود رائی سے لوگ تنگ ہوں، صورت سوال سے صاف ظاہر ہے کہ متولی صاحب محض جابرانہ تولیت چلانا چاہتے ہیں، جو ان کو کسی طرح جائز نہیں، پس قانون آسمانی

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ   وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

مصلیان مسجد کو چاہیے کہ متولی صاحب کو روکیں ورنہ معزول کر دیں۔

وھذا ھو الحق أن يتبع والسلام على من اتبع الهدى۔

(حررہ الراجی رحمۃ ربہ القوی ابو النعمان الاعظمی السوی صانہ اللہ عن کل غبی وغوی)

(الجواب صحیح العبد محمد سلیمان عفی عنہ، (فتویٰ متعلق مساجد طبع کلکتہ)